بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# نظرات

کوئی شخص اگر کسی جماعت کا ممبر ہو تو اُسے سب سے پہلے یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ اس جماعت کے مقاصد اور اصولِ کار کیا ہیں پھر اگر وہ اس جماعت میں شامل ہوتا ہے تو گویا وہ دل سے یہ عہد و پیمان کرتا ہے کہ اُسے اس جماعت کے مقاصد اور اصولِ کار سے پورا اتفاق ہے۔ اور اسے یہ دونوں اتنے عزیز ہیں کہ ان کی حفاظت کیلئے وہ بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کیلئے آمادہ ہو۔

---

پس ہم میں سے ہر شخص کو سب سے پہلے اس پر غور کرنا چاہیئے کہ وہ مسلمان کیوں ہے؟ کیا وہ اسلئے مسلمان ہے کہ ایک مسلمان خاندان میں پیدا ہوا ہے۔ اور اس بنا پر اُسے مردم شماری میں مسلمان لکھا جاتا ہے اگر مسلمان ہونے کی وجہ صرف اتنی ہی ہے تو ظاہر ہے کہ ایسے لوگوں کو نہ اسلام سے کچھ واسطہ ہے اور نہ اسلام کو اُن سے کوئی غرض! اور اگر مسلمان ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ دنیا کے تمام مذاہب میں صرف مذہبِ اسلام کو حق سمجھتا ہے اور یہ یقین رکھتا ہے کہ اس مذہب کو اختیار کئے بغیر اسے سعادتِ دینی و اخروی حاصل نہیں ہو سکتی تو کوئی شبہ نہیں کہ یہ شخص حقیقی معنی میں مسلمان ہے اور اس بنا پر اس کا اولین فرض یہ ہے کہ وہ اسلام کے مقاصد اور اس کے اصولِ عمل سے پوری طرح باخبر ہو، ان کو حق مانے، اور اس کی زندگی کا مقصد انھیں مقاصد و اصول کی حمایت و بقا کیلئے جد و جہد کرنا ہو۔ علم اور لاعلمی کی بنا پر عمل کے اصول اور ان کی جزئیات کی تفصیلی تحقیق معلومات کے اعتبار سے مسلمانوں میں باہمی فرق ہو سکتا ہے۔ بلکہ حق یہ ہے کہ یہ فرق و امتیاز ناگزیر ہے لیکن جہاں تک مقاصد اور اصول کے اجمالی علم کا تعلق ہے وہ ہر مسلمان کو حاصل ہونا چاہیئے جس طرح فیشٹ پارٹی

کا ایک ایک ممبر برطانوی فوج کا ایک ایک سپاہی۔ اور نازی جماعت کا ایک ایک جرمن فرد۔ خواہ عالم ہو یا جاہل خواندہ یا ناخواندہ اس بات کو جانتا ہے کہ وہ کیوں اپنی جماعت کا ممبر ہے۔ اور اس حقیقت کو جاننے کے ساتھ اپنے دل میں یہ عزم اور ولولہ بھی رکھتا ہے کہ وہ اپنی جماعت کے مقاصد کیلئے اپنی عزیز ترین سے عزیز ترین متاع بھی قربان کر دے۔ ٹھیک اسی طرح ہر مسلمان کو بلا امتیاز عالم و جاہل یہ معلوم ہونا چاہئے کہ وہ اپنے آپکو مسلمان کہکر جس سوسائٹی (امت) کا ایک فرد قرار دے رہا ہے اُسکا مقصد کیا ہے پھر اس مقصد کیلئے امادگیٔ عمل کے جذبہ اور ولولہ کا دل میں پایا جانا بھی مسلمان ہونے کیلئے ضروری ہے۔ غور کیجئے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ تصدیق بالجنان۔ اقرار باللسان۔ اور عمل بالجوارح۔ تو پھر کیا کوئی مسلمان حقیقۃً مسلمان ہو سکتا ہے اگر وہ دل سے اسلام کے مقاصد کی تصدیق اور عمل کے ذریعہ اس تصدیق کا اثبات و اظہار نہیں کرتا۔

---

اسلام کا مقصد کیا ہے؟ دنیا بھر کے تمام اختلافات کے باوجود اس سوال کے جواب میں دو رائیں نہیں ہو سکتیں کہ اسلام کا مقصد خدا کے قانون کو دنیا میں نافذ کرنا۔ اور اس کی خدائی کو منوانا ہے اب اس راہ میں جتنی رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں اسلام ان سب کا دشمن ہے اور وہ حکم کرتا ہے کہ ان کو جس طرح بھی ہو دور کر دیا جائے۔ شرک۔ فساد فی الارض معصیت کوشی۔ ظلم و جور۔ بغی و عدوان۔ اور قانونِ الٰہی سے سرتابی و سرکشی۔ یہ تمام چیزیں وہ ہیں جن کا استیصال کر کے تمام انسانی افراد کی ایک پُر امن سوسائٹی اور ایک صالح جماعت بنا دینا اسلام کا مقصد ہے۔ اس جماعت کا واحد نصب العین یہ ہونا چاہئے کہ وہ جہاں کہیں خدائی قانون سے انحراف دیکھے اسے اگر قوت سے روک سکتی ہے تو قوت سے ورنہ کسی اور حسن تدبیر سے روک دے۔ اس جماعت کے ہر ہر فرد کے دل میں ایک مسلسل تڑپ اور لازوال بے چینی ہونا چاہئے ہر اثم۔ بغی۔ عدوان کے قلع و قمع کر دینے کی جو انسانوں کو اللہ سے بغاوت اختیار کرنے کا راستہ دکھلائے کتابِ الٰہی نے مسلمانوں کے مقصدِ زندگی کی وضاحت ان صاف الفاظ میں کی ہے۔

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون      جا تمہیں بھیجی گئی ہو تم ان سب میں بہتر امت ہو تم

بالمعروف وتنھون عن المنکر          کاموں کا حکم کرتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو۔

دیکھئے یہ نہیں فرمایا گیا کہ تم خود برے کاموں سے رکتے ہو اور اچھے کام کرتے ہو، بلکہ مسلمانوں کے خیر امت (صالح ترین سوسائٹی) ہونے کی بنیاد اس بات کو قرار دیا گیا ہے کہ وہ خود تو اچھے عمل کرینگے اور برے کاموں سے رکینگے ہی، اس سے بھی بڑھکر یہ ہے کہ وہ دوسرے لوگوں کو بھی اچھے کاموں کا حکم دینگے اور برے کاموں سے روکینگے پھر اس پر بھی غور کیجئے کہ محض نصیحۃً اور بہ طورِ وعظ کسی بات کا کہہ دینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اسلام اپنے پیروؤں کے ہاتھ میں وہ زبردست طاقت و قوت دیکھنا چاہتا ہے جس کے ذریعہ وہ معروف کا امر اور منکر سے نہی کر سکیں۔

اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر مسلمانوں میں یہ طاقتِ امر و نہی موجود ہے تو انھیں اس کا استعمال موقع محل کے مناسب کرنا چاہئے۔ اور اگر بدقسمتی سے ان میں یہ طاقت نہیں ہے تو انھیں اس طاقت کے حصول کیلئے جدوجہد کرنی چاہئے۔ یہ یاد رہے کہ اسلام کسی ایک مخصوص قوم یا کسی خاص ملک کا نہیں بلکہ وہ پوری انسانیت کا سچا ہمدرد و غمگسار ہے۔ وہ ہر ظالم کی سرکوبی کرکے مظلوم کا حق دلانا، اور ہر جابر و قاہر قوم یا فرد کی اکڑی ہوئی گردن کو حق کے سامنے جھکا دینا اپنا فرضِ اولین سمجھتا ہے۔ اس میں ایشیائی یا یورپین اور کالے اور گورے کا کوئی فرق نہیں ہے۔ وہ باطل اور خدا کے تمام باغیوں کا سر کچل کر خدا کی سرزمین کو فتنہ و فساد اور شر و سبعیت سے پاک و صاف کر دینا چاہتا ہے۔ پس یہ ہے اسلام کا مقصد اولین جس کو حاصل کرنے کی پیہم تڑپ ہر ہر مسلمان کے دل میں ہونی چاہئے۔ اور اسے اپنے اسلام کے اعلان و اظہار کے پہلے دن ہی یہ اذعان قائم کر لینا چاہئے کہ وہ آج سے ایسی جماعت میں شامل ہو رہا ہے جو زندگی کے بستر پر اطمینان و سکون کی کوئی کروٹ اس وقت تک نہیں لیگی جب تک کہ اللہ کا قانون اور اس کا بتایا ہوا نظام زندگی دنیا کے سب قانونوں اور نظاموں پر غالب نہیں آجائیگا۔ خوب اچھی طرح یاد رکھئے نماز [illegible] زکوٰۃ و حج ادا کرکے چین سے زندگی بسر کرنا اور اعلاءِ کلمۃ اللہ کے جذبے سے غافل و بے خبر رہنا اسلام کے مفہوم کو بالکل غلط سمجھنا ہے۔